مولانا عبدالباقی حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

علم اور جہاد کا سنگم

حقیقت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے قدرتوں اور حکمتوں کا مظہر ہے اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک بڑا خزانہ ہے پھر معاشرہ میں بعض انسان ایسے ہیں جن کے ایک وجود میں اللہ تعالیٰ نے بہت نعمتوں کو جمع کیا ہوتا ہے۔

اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ: وان تعدو نعمة الله لا تحصوها (الاية)
''اگر آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہتے ہیں تو شمار نہیں کر سکتے''

علماء دین کی ذمہ داری انسانوں کی معاشرتی رشد واصلاح ہوتی ہے تو بعض علماء کو اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی رشد واصلاح اور پھر اس معاشرے میں دین کی اشاعت وخدمت کا عجیب مہارت دیا ہے کبھی کبھی علماء کی خدمت کے میدان میں اکیلے اہل علم ہوتے ہیں اور کبھی کبھی صرف عوام اور کبھی دونوں ہوتے ہیں ذلك فضل الله يوتيه من يشاء بعض علماء دونوں میدانوں میں ایک عجیب خدمت سرانجام دیتے ہیں اور اس خدمت سے دونوں طبقے مستفاد ہوتے ہیں جیسے کہ اس دور میں اس اعلیٰ مواصفات کی مصداق شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی صاحب تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ ایک ایسی ہستی تھی کہ آجکل اس معاشرہ میں اس کا کوئی بدل نہیں خصوصا علمی اور جہادی میدانوں میں آپ کی رحلت سے ایک خلاء سامنے آگیا جسکا جبیرہ موجود نہیں۔

موصوف کمالات اور اوصاف کا سرچشمہ تھے اس کے تمام اوصاف بیان کرنا ہمارے بس میں نہیں لیکن بطور مشت نمونہ خروارے کے اسکی عملی اور جہادی زندگی کا تذکرہ کرتا ہوں۔

میدان علم میں

حضرت موصوف میدان علمی میں افق کا ایک بے مثال ستارہ تھے صاحب استعداد اور قوی حافظہ کے مالک تھے میرے علم کے مطابق اس میدان میں ان کے معادل وہمسر نہیں تھا۔

انداز تدریس

حضرت کا انداز تدریس نہایت مختصر اور جامع تھا اور یہ آپکے کمال مہارت کی دلیل تھی بہت زیادہ معلومات اور علمی مواد نہایت مختصر الفاظ میں پیش فرماتے، میں حضرت کا باقاعدہ شاگرد نہ تھا لیکن جب بھی دارالعلوم حقانیہ آتا تو آپکے درس میں برکت کی خاطر شریک ہوتا اور بالخصوص دورہ تفسیر میں اسی ترتیب کے مطابق کئی بار مستفید ہو چکا ہوں والحمد للہ علی ذالك

علماء کی حوصلہ افزائی

کسی بھی میدان میں کام کرتے وقت انسان کو حوصلہ افزائی کی اشد ضرورت ہوتی ہے موصوف کے پاس جب بھی علماء آتے اپنے علمی مشکلات سامنے رکھتے ان کو وہ حل فرماتے تھے، تصنیف کے میدان میں جب کوئی کتاب لکھتا اور تقریظ کیلئے پیش کرتا تو حضرت انکا انتہائی حوصلہ افزائی فرماتے اور بڑے شوق سے تقریظ لکھ دیتے بندہ نے جب پہلی مرتبہ "حفظ الاسرار" نامی رسالہ لکھا اور تقریظ کیلئے پیش کیا کہا حضرت! ہم طلباء اور علماء میں ایک مرض ہے جس کا ہم علمی میدان میں علاج کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اگر آپ اس رسالہ پر نظر شفقت فرما کر اس پر تقریظ فرمائیں تو یہ ہمارے لئے باعث سعادت ہوگی یہ چونکہ ابتدائی تصنیف تھی اور زیادہ معیاری نہ تھی لیکن حضرت نے اس پر ایسی بہترین تقریظ فرمائی کہ میں حیران رہ گیا، اور اسی حوصلہ افزائی کی برکت سے بندہ کو مزید لکھنے کا حوصلہ ملا بالفرض اگر حضرت حوصلہ افزائی نہ فرماتے تو شاید بندہ مزید لکھنے کی ہمت نہ کرتا۔

پھر جب بندہ نے "السیاسة والادارة فی الاسلام "یعنی اسلام کا نظام سیاست وحکومت نامی کتاب لکھا تو حضرت نے باوجود اپنی مصروفیت کے اسکو انتہائی شوق سے مطالعہ کر کے تقریظ تحریر فرمائی کئی سال مسلسل طلباء کو میرے کتاب کے مطالعہ کی ترغیب دیتے تھے یہ ان کی کمال جود پھر دلالت ہے۔

ایک سال پہلے ایک کتاب جو "اسلام میں بندیوں اور متہمین کے حقوق واحکام" نامی کتاب پیش کیا بڑے شوق سے وعدہ کیا لیکن بہت علالت کی وجہ سے میں نے آپ کو اس کتاب کی یاد نہیں دلائی اور یہ علالت بھی مسلسل تھی اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا وہ فانی دنیا سے رحلت کر گئے اور تقریظ باقی رہ گیا، ماشاء الله کان وما لم یشاء لم یکن اسی طرح جو بھی تقریظ کیلئے کتاب لاتے تو تہہ دل سے اس پر تقریظ فرماتے اور مصنف کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

اجتماعات اور جلسوں میں اپنے علمی تجربے اور اخلاص کی بنیاد پر لوگوں میں بڑا تغیر لاتے تھے، جو علماء سعودی عرب کو جاتے تو علماء تزکیہ کے عرض پیش کرتے تو بغیر معرفت کے ان کو بڑے اخلاص سے تزکیہ خط لکھتے اوران علماء کو جو مشکلات تھیں وہ حل فرماتے حالانکہ یہ تزکیہ خط عموماً پوری معرفت اور جانچ پڑتال کے بعد لکھا جاتا

ہے جو علماء وطلباء سے آپکے کمال اخلاص وشفقت ومحبت پر دلالت کرتا ہے مختصر یہ کہ علمی افق بڑے ستارے سے محروم ہوگیا۔

تواضع سادگی اور بے تکلفی

حقیقت یہ ہے کہ تواضع علم کا اثر مرتبہ ہوتا ہے جیسے ''اثر''میں آتا ہے کلما ازددت علما ازددت تواضعا ''جتنا تمہارا علم زیادہ ہوتا ہے اتنا تمہارا تواضع میں اضافہ ہوتا ہے''یعنی ڈاکٹر صاحب جتنا علم کے لحاظ سے بڑے تھے اتنا آپؒ میں تواضع اور سادگی زیادہ تھی اور وہ اس حدیث شریف کا مصداق تھا من تواضع للہ رفعه اللہ زیادہ تواضع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام دیا تھا لوگوں کیساتھ اچھی زندگی گزارتے اور ہر کسی سے بے تکلف ملاقات فرماتے تھے، ہر عام وخاص کی دعوت کو قبول کرتے اور مہمان کی خدمت خود کرتے تھے، پروگراموں کو جانا آپؒ کی زندگی کی معمول اور زینت تھی۔

میدان جہاد میں

علماء کے منصبی فرائضوں میں اشاعت دین اور تحکیم دین ہے کہ معاشرہ میں دین حاکم اور الٰہی نظام قائم ہوجائے دوسری تعبیر پر جہاد کے طریقہ پر اسلامی حکومت قائم ہوجائے،اگر ہم مولانا مرحوم کی زندگی پر نظر ڈالے تو اسلامی نظام اور نظام حاکمیت کے خاطر جہاد اور مجاہدین کے ساتھ بے مثال محبت کرتے اور اس راستہ میں آپ کے عظیم خدمات ہیں اور یہ خدمات وقت کے صد علماء کے بس وطاقت سے باہر ہے آپ کا ہر تقریر جہاد کے موضوع وفضائل پر ملمع ومزین تھا مجاہدین کی ہر صف آپ کے مشوروں ودعاوں ونصیحتوں پر مضبوط تھا بہت سے مسلمانوں کی توجہ جہاد کی طرف لائے تھے اس راستہ میں ہزاروں مجاہدین وطلباء کے لاکھوں مسلموں کے مرشد گذار ہیں اور ان کی جہاد کا ذریعہ بن گیا تھا، آپ اس حدیث کے مصداق ہے من جهز غازيا فقدغزى اور جس طرف سے جہاد کے آثار نمایاں ہوتے تھے تو اس کی تقویت کرنے کی کوشش کرتے اور ان مجاہدین کے بڑوں سے ملاقات کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی اور مدد فرماتے۔

افغانستان میں اسلامی امارت کے ساتھ تعلق

افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کرنے میں حضرت ڈاکٹر صاحب کا بڑا کردار تھا ہزاروں مجاہدین کے جذبہ جہاد میں بہت اضافہ کیا تھا ان کے جہاد کرنے میں آپ کا حصہ ہے خصوصا مولوی جلال الدین حقانی صاحب کیساتھ انتہائی ہمدردانہ تعلقات تھے۔

جب افغانستان میں عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نور اللہ مرقدہ کی قیادت میں طالبان کی اسلامی

تحریک شروع ہوئی تو موصوف کی تمام خدمات، جذبات صلاحیتیں اور ہمدردیاں اس تحریک کے ساتھ تھی اور عملاً کئی بار علماء کیساتھ افغانستان کو سفر کیا اور امیر المؤمنین کیساتھ خاص تعلقات رکھتے تھے۔

جب افغانستان میں اسلامی امارت قائم ہوئی تو بہت خوشی و محبت سے امارت کے امراء اور بزرگوں سے ملتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے مجاہدین کیساتھ بہت محبت رکھتے تھے اور درسگاہ، مسجد بازار اور جلسوں میں امیر المومنین مرحوم اور اسلامی امارت کے تذکرے کرتے تھے اور لوگوں کو امارت اسلامی کی ترغیب دیتے تھے ہر جگہ لوگوں کو یہ دعوت دیتے کہ وہاں بھی افغانستان کی طرح امارت اسلامی قائم ہوجائے، کاش کہ آپ کے قریب ایسے علماء ہوتے کہ آپ کے جذبے اور نظریے کو تقویت دیتے کاش آپ کے ساتھ حالات نے موافقت کیا ہوتا تو آپ کے فیض بہت عام ہوتے۔

پہلا خط (محاذ) اور قرآن کریم کی تفسیر

میں جب آپ کے جہادی سوچ کا تصور کروں تو حیران ہونے کے ساتھ ساتھ میں اپنے نفس میں ناراض ہوتا ہوں کہ کاش اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایسی استعداد اور جذبہ دیا ہوتا اور اس پر میں غبطہ کرتا ہوں اسلئے کہ آپ جہادی جذبہ کا ایک انمول نمونہ کہ اول خط محاذ پر مجاہدین کو بہت پیار و محبت و اخلاص سے تخار ولایت میں قرآن مجید کی تفسیر پڑھائی اگر اس جگہ میں اس وقت کا کسی کو اندازہ ہوجائے تو وہ خود یہ فیصلہ کرے گا، کہ ڈاکٹر صاحبؒ کا عظیم جذبہ تھا اور مجاہدین کے ساتھ بے حد محبت رکھتے تھے اور یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کے کامیابی اور استحکام کے بے حد شوقین تھے رحمة الله رحمة واسعة۔

محترم جہاد کے جذبہ سے مالامال تھے حالات اور حوادث زمانہ سے متاثر نہیں ہوتے بعض علماء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو سادہ کہتے تھے جو حوادث زمانہ اور حالاتوں سے متاثر ہوتے تھے، پھر وہی علماء کرام نے جنازہ میں اسکی سادگی دیکھی ہوگی اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے جنازہ میں بہت غیر عادی لوگ تھے یہ جہاد کی برکت و کرامت تھی اور یہ آپ کے جہاد و علم کے قبول ہونے کی ترجمانی کرتا ہے۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ سے ملاقات کا واقعہ

میں آپؒ کیساتھ بہت کم وقت رہ چکا ہوں مگر اس کم وقت میں میرے ساتھ بہت اچھی باتیں دل میں جمع ہوئی ہیں آخر آپؒ کیساتھ رفیق ہونے کے طور ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

ایک سال امارت اسلامی نے چند علماء بشمول ڈاکٹر صاحب حج کو بھیجا جس میں حضرت مولانا محمد حسن جان شہید نور اللہ مرقدہ حضرت حمد اللہ جان صاحب ڈاگئی دامت برکاتہم العالیہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ العالی

وغیرہ علماء تھے ،حسن اتفاق میں سے بھی اسی سال حج کو گیا تھا ،وہاں مکہ مکرمہ میں امارت اسلامی کے بزرگ حضرات نے سعودی عرب کے بڑے مفتی ابن باز مرحوم صاحب سے ملنے کیلئے وقت لیا کہ اسلامی امارت کے نمائندگی میں کچھ علماء مفتی صاحب کو اسلامی امارت کے صورتحال سے واقف کریں اور اسکی توجہ اپنے طرف مائل کریں اس ملاقات میں میں بھی شامل تھا ،سارے وفد نے ملاقات کیا۔

جب وہاں گئے تو حضرت ڈاکٹر صاحب اور مولانا محمد حسن جان شہیدؒ مفتی ابن باز صاحب کے قریب بیٹھ گئے ،ڈاکٹر صاحب نے تعارف اور مذاکرہ شروع کیا جس میں اسلامی امارت کی ضرورت و اہمیت اور کارنامے ایسے الفاظ میں تشریح کئے گئے کہ مجھے موت تک اسکی لذت بخشی کہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایسے تعبیرات نہیں سن چکے تھے ان باتوں میں یہ بات بھی بیان فرمائی ،کہ اسلامی امارت کے قیادت میں دس ہزار حجاج حج کو آئے ہیں اور کلهم اصحاب اللحی یعنی سارے حجاج کے چہروں پر داڑھی جیسی مبارک سنت تھی ،ابن بازؒ نے بڑی تعجب سے فرمایا"کلهم اصحاب اللحی" تو ڈاکٹر صاحب نے جواب میں فرمایا کہ نعم : کلهم اصحاب اللحی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے قیمتی الفاظوں اور بے مثال تعبیرات سے ابن بازؒ کی ذہن سازی کی جس پر موجودہ حضرات بہت خوش ہوئے اور معمول کے مطابق کل سعودی عرب کے نشریات میں بہت مثبت اور دلجوئی کا بیان نشر ہوا جس کی وجہ سے امارت اسلامی سے بہت جماعتوں کو فائدہ ہوئی اور سعودی عرب کے عوام وخواص کی ذھن کو امارت اسلامی سے بہت جماعتوں کو فائدہ ہوا اور سعودی عرب کے عوام وخواص کی ذہن کو امارت اسلامی کی طرف مائل کیا ابن بازؒ کے مثبت بیان کا اندازہ اس شخص کو ہوتا ہے جو سعودی عرب کے شاہی نظام اور ابن باز کے مقام ومرتبہ سے باخبر ہو۔

عمر کے آخری پندرہ سال

جب افغانستان میں اسلامی امارت امریکہ اور اسکے متحدین کی وجہ سے ساقط ہوئی تو اس وقت تمام فضا بدل گیا جیسے جہاد کی یاد میں فضیلت بیان کرنا ،اور اس نظریے کی طرف دعوت معاشرہ میں بہت مشکل ہوگئی حتی کہ ایسا جرم بن گیا کہ اس کی وجہ سے جیل میں ڈالنا اور مارنا اور بے جرم مارنا لازمی ہوگیا ،بے دین لوگوں کی بازار گرم گرم تھی اور دیندار طبقہ بلکہ خاص کر مجاہدین پر زمین تنگ ہوگئی عوام کا تو کیا کہنا کہ وہ کمزور ہمیشہ کیلئے اپنی تلوار کو ہاتھ سے گراتے ہیں بلکہ علماء ،مدرسین اور بہت سے مہتممین نے حوصلہ ہار لیا اور بات اس حد تک پہنچ گئی کہ اچھے مجاہدین طلباء کو کسی نے مدرسہ میں درس دینے کی اجازت سے انکار کرتے تھے ایسے حالاتوں کا سامنا پڑا کہ دشمن نے مجاہدین کو مسجد ،گھر ،رشتہ پہاڑ ،اور غار میں بھی نہیں چھوڑتے یہ اسلام کی تاریخ میں ایک استثنائی وقت اور حالت تھی۔

مجاہد جب بھی قصد کرتے اپنے اساتذہ کرام سے ملاقات کی یا مدرسہ میں دینی تعلیم سیکھنے کی تو ان کو یہ حالات اجازت نہیں دیتی کہ جائے اور اپنی خوشی سے اپنا مقصود حاصل کرلیں ،ایسے حالاتوں میں ایک ڈاکٹر صاحب

مرحوم تھا کہ مجاہدین کو دیکھنے اوران کے پاس چلنے پر خوش ہوتے اور حالات سے متاثر نہیں ہوئے تھے،اس سخت حالات میں ڈاکٹر صاحب جہاد کی دعوت لوگوں کو دیتے تھے اور مجاہدین کے حوصلوں کو بلند فرماتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کا جرأت ،بہادری ،جہاد کا جذبہ،مجاہدین کیساتھ محبت،اس راہ میں قربانی دینا دشمن کے باتوں کیوجہ سے رعب میں نہ آنا اپنی استقامت ہاتھ سے نہ دینا اور اللہ تعالیٰ کی دین کی حاکمیت کیلئے ہر قسم کی حالات میں اپنا جدوجہد جاری رکھنا یہ وہ اونچی صفات ہیں کاش ہر عالم اس کو اپنالیں والله ولی التوفيق والقادر على ذالك

تلك عشرة كاملة

خلاصہ یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے علمی اور جہادی میدانوں میں واقعتاً اپنی ذمہ داری سر تک پہنچائی ہے اور وقت کے آنے والے علماء کیلئے ایک درس چھوڑا البتہ علمی اور جہادی میدان میں ایک ایسا خلا سامنے آیا جسکا کوئی جبیرا نہیں لاسکتے ڈاکٹر صاحب جیسے حوصلہ ہمت اخلاص اور جہادی جذبہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دے اور آپؒ کو اللہ تعالیٰ اس پر جنت الفردوس نصیب فرماویں آمین یارب العالمین ۔

وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وّاله وأصحابه أجمعين

ماہنامہ الحق کا وفیات نمبر

دارالعلوم حقانیہ کے استاد الحدیث ،ادیب ،دانشور
اور ممتاز شاعر کے تذکرہ وسوانح پر مشتمل

مولانا محمد ابراہیم فانی نمبر

مدیر مسؤل: مولانا سمیع الحق
مدیر: مولانا راشد الحق

ناشر: مؤتمر المصنفین جامعه دارالعلوم حقانیه اکوڑه خٹك